عملی صحافت

کی بنیادی کتاب



ذیشان اعوان

عملی صحافت کی بنیادی کتاب

ذیشان اعوان

یہ کتاب میرے والدین، شریک حیات، تین خوبصورت بیٹیوں،

اساتذہ، سینئرز، جونیئرز اور میرے ان تمام صحافی دوستوں کے نام

جن کی وجہ سے میرا صحافت کا خواب پورا ہوا، جنہوں نے مجھے سکھایا

اور جو اس سفر میں میری سیڑھی بنے

اور

پاکستان کے ان بچوں کے نام جو یہ شعبہ اختیار کر کے

لوگوں کی زندگیاں اور ہمارا معاشرہ بدلنا چاہتے ہیں

فہرست

نئی نسل کے صحافیوں کی رہنمائی کیلئے کتاب

پاکستان میں نوجوانوں کے لیے الیکٹرانک میڈیا ایک نہایت پُرکشش شعبہ ہے۔ بڑی تعداد میں نوجوان کسی نہ کسی طور اس کا حصہ بن کر خود کو منوانا چاہتے ہیں، مگر اس سفر میں انہیں کچھ دیکھی اور کچھ ان دیکھی مشکلات اور رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بعض اوقات یہی رکاوٹیں ان کا حوصلہ توڑ دیتی ہیں یا انہیں اپنا پیشہ ورانہ راستہ بدلنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔

نوجوان پورے جوش و جذبے سے صحافتی سفر کے آغاز کیلئے تعلیمی اداروں کا رخ کرتے ہیں مگر وہاں بھی بعض اوقات انہیں ایسے اساتذہ ملتے ہیں جو انہیں حوصلہ دینے کے بجائے مایوس کرتے ہیں۔انہیں بار بار بتاتے ہیں کہ صحافت کا سنہری دور تو ختم ہوچکا ہے، اب تو یہ انڈسٹری زوال کی طرف جا رہی ہے یا اسکا شکار ہوچکی ہے،کچھ تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ مجھے ہی دیکھ لو، اگر آپ نے ایسے لوگ دیکھے ہیں یا دیکھ رہے ہیں تو ان کی باتوں کو خود پر سوار نہ کریں، ان سے دل شکستہ مت ہوں، کیونکہ ان کا مقصد نہ خود کچھ کرنا ہے اور نہ ہی دوسروں کو کچھ کرنے دینا ہے۔ ان کی باتیں ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیں تاکہ آپ کے ذہن میں کچھ مثبت باتوں کے لیے جگہ باقی رہے۔آج زمینی حقائق دیکھیں تو مختلف تعلیمی اداروں سے سالانہ سینکڑوں کی تعداد میں لڑکے اور لڑکیاں مختلف ڈگریوں کے ساتھ صحافت کی طرف آ رہے ہیں مگر یہاں انہیں جگہ نہیں مل رہی، جن

لوگوں کو مل بھی جاتی ہے وہ یہاں آکر خود ہی مایوس ہورہے ہیں اس لیے اس شعبے میں نیا خون اور نئی نسل کے آنے کے باوجود کوئی بہتری نہیں آرہی ہے، ان کے جوان جذبے اور توانائیاں دکھائی نہیں دے رہی ہیں، وہ بھی روایتی صحافت کر رہے ہیں جس سے پہلے ہی لوگوں کو بڑی شکایتیں ہیں۔ میڈیا انڈسٹری بےشک چھوٹی سی ہے، اس میں لاکھوں لوگ کھپانے کی جگہ موجود نہیں ہے مگر پھر بھی جو کام کرنا چاہتا ہے اس کیلئے جگہ اور مستقبل موجود ہیں، اسی میڈیا انڈسٹری میں ایک شخص بھی کام کررہا ہے جو ایک بڑے چینل میں اہم شو کا پروڈیوسر تھا یعنی تمام ذمہ داریاں اس کے پاس تھیں لیکن حالات یہ تھے کہ جب ایک چینل سے دوسرے چینل جانے پر اس کی تنخواہ میں اضافہ ہوا، اس نے وہ تنخواہ جا کر اپنی والدہ کو دی تو انہوں نے ماننے سے انکار کردیا کہ کوئی ان کے بیٹے کو بھی اتنی تنخواہ دے سکتا ہے، انہوں نے کہا کہ یہ کسی سے مانگ کر لایا ہوگا ورنہ اسے اتنے پیسے کون دے سکتا ہے، اس پر اس نے اپنی والدہ کو سمجھانے کی بڑی کوشش کی مگر ناکام رہا، پھر اسے اگلے دن اپنی اینکر سے والدہ کو کال کرانی پڑی جس کے بعد وہ پیسے رکھنے اور ماننے پر آمادہ ہوئی، اگر ایسے لوگ میڈیا میں نہ صرف چل سکتے ہیں بلکہ کامیاب بھی ہوسکتے ہیں تو پھر کون سا ایسا شخص ہے جو اس فیلڈ میں نہیں چل سکتا؟ کون ترقی نہیں کرسکتا؟... مشہور کہاوت ہے کہ جنگ کی تیاری میں جو زیادہ پسینہ بہاتے ہیں، میدان جنگ میں ان کا خون بھی کم بہتا ہے۔ اسی طرح میڈیا میں جو لوگ صرف ڈگری کے ساتھ آتے ہیں انہیں بھی کوئی اہمیت نہیں

ملتی، اگر وہ کچھ سیکھ کر نہیں آتے تو یہاں انہیں ہر بات کوئی سکھانے کو تیار نہیں ہوتا لیکن اگر کوئی کچھ کر کے دکھانا چاہتا یا چاہتی ہے تو ان کیلئے نئے دروازے کھل سکتے ہیں۔

اس کتاب میں وہ بنیادی باتیں سکھانے کی کوشش کی گئی ہے جو آپ کیلئے میڈیا میں قدم رکھنے، قدم جمانے اور ترقی کرنے کیلئے مددگار ثابت ہو سکتی ہیں۔

1۔الیکٹرانک میڈیا... نیوز اور کرنٹ افیئرز

2۔ٹی وی کے بنیادی شعبے اور ذمہ داریاں

3۔صحافت کیلئے بنیادی ضرورتیں کیا؟ کونسا جنرل نالج لازمی؟

4۔تعلقات بنانا ... صحافت نام ہے نام کا...

5۔سوشل میڈیا پروفائلز آپ کی شخصیت کا آئینہ ہیں!!

6۔ڈیجیٹل میڈیا کیا ہے؟ آپ اس سے کیسے فائدہ اٹھا سکتے ہیں؟

7۔صحافت کیلئے کن اہم قوانین سے واقفیت ضروری؟

8۔معلومات تک رسائی کا قانون آپ کیلئے آسمان پر چمکنے کا سنہری موقع

9۔نئے صحافیوں کیلئے مستقبل کے چیلنجز

10۔الیکٹرانک میڈیا:نیوز اور کرنٹ افیئرز میں فرق، پروگراموں کی اقسام

1:الیکٹرانک میڈیا... نیوز اور کرنٹ افیئرز :

پاکستان میں صحافت سے وابستہ افراد کے لیے سب سے زیادہ پُرکشش شعبہ الیکٹرانک میڈیا ہے، اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ یہ دیگر ذرائع ابلاغ کے مقابلے میں زیادہ طاقتور

سمجھا جاتا ہے۔ ریڈیو پر نشر ہونے والی یا اخبار میں شائع ہونے والی خبر کے مقابلے میں ٹی وی پر نشر ہونے والی خبر کا اثر زیادہ، ردعمل تیز اور شور نمایاں ہوتا ہے۔ وہ افراد یا ادارے جو عموماً روایتی سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں، ٹی وی پر خبر آتے ہی فوری حرکت میں آ جاتے ہیں۔اسی طاقت اور اثر پذیری کے باعث جلد نام اور پیسہ بنانے کا تاثر عام ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ الیکٹرانک میڈیا اپنے اندر ایک پوری دنیا ہے، اس میں جو کچھ ہوتا ہے اس میں سے کچھ نظر آتا ہے اور کچھ چھپا رہتا ہے، ایک وسیع شعبہ ہونے کے باعث ممکن نہیں کہ ایک کتاب میں اس کا احاطہ ہو لیکن اتنا ضرور ہوسکتا ہے کہ ان شعبوں کے بارے میں آگاہی اور رہنمائی دیدی جائے جہاں زیادہ ورک فورس آتی ہے۔

الیکٹرانک میڈیا کے بنیادی طور پر دو اہم شعبے ہوتے ہیں :

پہلا نیوز روم جہاں خبریں تیار کی جاتی ہیں، جبکہ دوسرا پروگرامنگ ڈیپارٹمنٹ (کرنٹ افیئرز) جہاں مختلف اقسام کے معلوماتی، تجزیاتی اور انٹرویو پر مبنی پروگرامز تیار ہوتے ہیں۔

نیوز روم (Newsroom) :نیوز روم کسی بھی الیکٹرانک میڈیا چینل کا مرکزی اعصابی مرکز ہوتا ہے، جہاں خبریں جمع کی جاتی ہیں، ترتیب دی جاتی ہیں، تصدیق کی جاتی ہیں اور نشر (On-Air)کے لیے تیار کی جاتی ہیں۔ نیوز روم کے مختلف حصے اور عملہ مخصوص ذمہ داریاں نبھاتا ہے۔

نیوز روم میں شامل اہم شعبے اور عملہ: اسائنمنٹ / نیوز انپٹ ڈیسک: نیوز روم میں خبر / فوٹیج کا یہ سب سے ابتدائی مرکز ہوتا ہے جہاں بیوروز، رپورٹرز، او ایس آرز، سوشل میڈیا سمیت تمام اہم ذرائع سے خبریں وصول کی جاتی ہیں۔

رپورٹنگ ٹیم: یہ لوگ پارلیمنٹ، عدالت یا کسی بھی واقعہ اورحادثے کی جگہ پر معلومات اکٹھی کرتی ہیں اور نیوز روم تک پہنچاتے ہیں، کسی بھی چینل کیلئے یہ ٹیم انتہائی اہم ہوتی ہے، اگر یہ اچھی ہو تو وہ چینل سب سے اچھا کہلاتا ہے۔

ٹکر آپریٹر: ہر چینل کی سکرین پر سب سے نیچے جس چھوٹے سے رنگین حصے پر خبریں چلتی ہیں، اسے ٹکر کہتے ہیں، ٹکر آپرٹیر نیوز روم میں آنے والی ہر اہم خبر کو فوراً ٹکر کی صورت میں ٹی وی پر چلاتا ہے۔

کاپی ایڈیٹر: باہر سے آئی خبر کی شکل اور زبان کو سنوارتا ہے، اس سے بریکنگ نیوز، او سی وی او، پیکج اور ہیڈلائنز تیار کرتا ہے۔

پروڈیوسر: اہم خبروں کا انتخاب، ادارتی پالیسی کے مطابق فیصلے اور اشاعت کا وقت طے کرتا ہے، نیوز بلیٹن کی پلاننگ اور ترتیب کی نگرانی بھی یہی کرتا ہے۔

ویڈیو ایڈیٹر: ٹی وی میں ویڈیو کے بغیر کوئی بھی خبر مکمل نہیں ہوتی تو جیسے ہی خبر آتی ہے، اس کے ساتھ فوٹیج ہو تو اس کو ایڈیٹر Edit کرتا ہے، غیر ضروری چیزیں نکال کر اسے سکرین پر چلانے کے قابل بناتا ہے اور اگر کسی خبر کی فوٹیج نہ ہو تو اس کیلئے File فوٹیج کا اہتمام کرتا ہے۔

نیوز اینکر: نیوز اینکر خبروں کو درست، پراعتماد اور مؤثر انداز میں سکرین پر پیش کرتا ہے تاکہ ناظرین تک معلومات پیشہ ورانہ طریقے سے پہنچ سکیں۔

وی او آرٹسٹ : عموماً یہ ذمہ داری بھی اینکر پرسنز کو ہی ملتی ہے کہ وہ تیار شدہ رپورٹس کو اپنی آواز میں ریکارڈ کرائیں۔

آرکائیو سیکشن: نیوز چینل کی اہم خبروں اور ضروری رپورٹس کی فوٹیج سمیت ریکارڈ رکھتا ہے تاکہ انہیں مستقبل میں استعمال کرنے کیلئے دستیاب رہے۔

نیوز کنٹرول روم: PCR (Production Control Room) یہاں سے آن ایئر ہونے سے پہلے خبری مواد کا آڈیو، ویڈیو اور گرافکس کنٹرول ہوتے ہیں، اس کے علاوہ اینکرز، رپورٹرز، اور گرافکس ٹیم کے درمیان ہم آہنگی بھی یہیں سے قائم رکھی جاتی ہے۔

ماسٹر کنٹرول روم: MCR (Master Control Room) نیوز روم میں یہ آخری مرحلہ ہوتا ہے جہاں سے بریکنگ نیوز، نیوز بلیٹن یا پروگرام چینل پر "Live" یا "Recorded" نشر کیے جاتے ہیں، چینلز پر اشتہارات بھی یہاں سے ہی کنٹرول کیے جاتے اور چلائے جاتے ہیں۔

کنٹرولر نیوز: نیوز روم میں کنٹرولر نیوز کا کردار اہم ہوتا ہے، اس کا بنیادی کام نگرانی ہوتا ہے کہ یہ چلنے والی خبروں پر نظر رکھتا ہے،ایڈیٹرز، پروڈیوسرز کی رہنمائی کرتا ہے اور کسی بحران کی صورت میں فوری فیصلے کرتا ہے۔

ڈائریکٹر نیوز:ڈائریکٹر نیوز اعلیٰ سطح کا پالیسی ساز ہوتا ہے، اس نے چینل اور مالکان کے درمیان رابطے کا کام بھی کرنا ہوتا ہے اور چینل سے متعلق اہم فیصلے بھی کرنے ہوتے ہیں، حساس معاملات کے تمام فیصلے یہی کرتا ہے، اس کے علاوہ چینل کے ملازمین کی ترقی، تنخواہوں میں اضافے جیسے فیصلے بھی اسی کی تجویز یا فیصلوں سے ہوتے ہیں۔

کرنٹ افیئرز اور پروگرامنگ ٹیم — ارکان و ذمہ داریاں:

ڈائریکٹر پروگرامنگ / ہیڈ آف کرنٹ افیئرز : چینل کے تمام غیر خبری (Non-News) اور کرنٹ افیئرز پروگراموں کی پالیسی، معیار اور حکمت عملی طے کرتا ہے۔اینکرز، ان کی ٹیموں اور مالکان کے درمیان رابطے کا کام کرتا ہے، اس کے علاوہ چینل کی پالیسیوں پر عملدرآمد یقینی بناتا ہے اور ریٹنگز، مواد، اور ناظرین کے رجحانات پر نظر رکھتا ہے۔

ایگزیکٹو پروڈیوسر(EP) : پروگرام کا مکمل نگران ہوتا ہے، کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا، یہ سب فیصلے یہی کرتا ہے، ٹیموں کے ساتھ روزانہ کی بنیاد پر پیش آنے والے مسائل اور پالیسیوں کو نمٹاتا ہے۔

پروڈیوسر :پروگرام کی ہفتہ وار/روزانہ پلاننگ کرتا ہے، ریسرچ ٹیم سے ان پٹ لیتا ہے، مہمان طے کرتا ہے اور اسی حساب سے سوالات تیار کرواتا ہے۔ کس وقت کونسے ساٹس، گرافکس یا ویڈیوز چلیں گی، ان کے بارے میں ساری ہدایات یہی دیتا ہے۔

ریسرچر / اسکرپٹ رائٹر : دن کے اہم ایشوز پر نظر رکھتا ہے، ان کے حوالے سے اعداد و شمار، پس منظر، قانونی یا سیاسی معلومات اکٹھی کرتا ہے۔ میزبان یا اینکر کے لیے سوالات، تعارفی نوٹس اور اسکرپٹ بھی تیار کرتا ہے۔

اینکر / پروگرام ہوسٹ : یہ پروگرام کا چہرہ ہوتا ہے، اس نے مہمانوں سے سوالات، بحث کی قیادت اور ناظرین سے براہِ راست مخاطب ہوتا ہے۔

اسسٹنٹ پروڈیوسر (AP): فوٹیج، ساٹس، گرافکس، مہمانوں کی کالز، سوالات کی ترتیب اور وقت کے حساب سے معاونت کرتا ہے۔شو کے بعد ڈیجٹل کیلئے اہم کلپس بھی اسی کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

ویڈیو ایڈیٹر : پروگرام کے دوران موضوع کے حساب سے چلانے کیلئے فوٹیج نکالتا ہے، پروگرام میں اگر کوئی ساٹ چلنا ہے تو اسے ٹیم کی ضرورت کے مطابق تیار کرتا ہے اور پروگرام کے بعد سوشل میڈیا کیلئے اہم کلپس بھی نکالتا ہے۔نیوز چینلز میں بنیادی طور پر صحافتی ذمہ داریاں یہی لوگ انجام دیتے ہیں مگر نیوز چینلز میں مانیٹرنگ ڈپارٹمنٹ بھی لازم ہوچکا ہے جو آن ائیر جانے والی ہر خبر اور ہر پروگرام کی نگرانی کرتا ہے کہ کوئی غیر مناسب یا غلط چیز تو نشر نہیں ہورہی ہے، تمام ٹیموں اور ڈیپارٹمنٹس سے رابطہ رکھ کر ادارے کی پالیسی پر نفاذ بھی ان کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

ٹی وی میں مسلسل چیزیں تبدیل ہوتی رہتی ہیں، بروقت اور بہتر انداز میں تبدیلی کیلئے مسلسل منصوبہ بندی کی ضرورت پڑتی ہے، چینلز میں پروڈکٹ ڈیولپمنٹ اس حوالے سے نئ

نشریاتی پروڈکٹس کی منصوبہ بندی اور ناظرین کے رجحانات کے مطابق ڈیزائن اور ٹیکنالوجی میں جدت لانا ہے۔

نیوز اور کرنٹ افیئرز میں فرق کیا؟

نیوز (News) اور کرنٹ افیئرز (Current Affairs) دونوں ٹی وی جرنلزم کے اہم شعبے ہیں، مگر ان میں مواد، مقصد، پیشکش اور فارمیٹ کے لحاظ سے واضح فرق ہوتا ہے۔

	نیوز (News)	**کرنٹ افیئرز(Current Affairs)**
مقصد	فوری طور پر خبر پہنچانا	خبر کے پس منظر اور اثرات کو سمجھانا
فارمیٹ	بلیٹن، ہیڈلائنز، ٹکرز، لائیو بیپر، پیکج	ٹاک شو، تجزیاتی پروگرام، ٹرانسمیشن ڈاکیومنٹری
دورانیہ	مختصر، فوری، اکثر 30 سیکنڈ تا 2 منٹ	طویل، 30 منٹ سے 1 گھنٹہ یا زیادہ
طرز	کیا ہوا، کہاں ہوا، کب ہوا	کیوں ہوا، کس نے کیا، کیا نتیجہ نکلے گا
انداز	بے حد غیر جانبدار، سیدھا سادہ انداز	تجزیاتی، مکالمہ، رائے شامل ہوتی ہے

پروگرام کی اقسام :

تفصیل	مثالیں	پروگرام کی قسم
3-4اہم موضوعات پر ماہرین یا متاثرہ فریقین کی رائے لی جاتی ہے	دنیا کامران خان کے ساتھ، آج شاہ زیب خانزادہ کے ساتھ، نیا پاکستان	نیوز شو (ملٹی ٹاپک)
ایک موضوع پر مختلف زاویوں سے بحث، مہمان اسٹوڈیو یا ڈی ایس این جی، اسکائپ، فون سے شامل	کیپیٹل ٹاک، کل تک، آف دی ریکارڈ، رپورٹ کارڈ	پینل ڈسکشن (2-5 مہمان)
میزبان اور ایک مہمان کے درمیان تفصیلی گفتگو یا انٹرویو	نجم سیٹھی شو، سہیل وڑائچ کے انٹرویوز	ون آن ون (انٹرویو)
میزبان کی خودکلامی، تصاویر، ویڈیوز کے ساتھ تبصرہ، بیانیہ طرز تجزیہ	شاہ زیب خانزادہ کا آغاز، ڈاکٹر شاہد مسعود (End of Times)	مونو لاگ / تجزیاتی شو
کسی مسئلے پر تحقیقی انداز میں مکمل رپورٹنگ	مذہبی یا خصوصی ڈاکومنٹری پروگرامز	ڈاکیومنٹری اسٹائل نیوز شو

2:ٹی وی کے بنیادی شعبے اور ذمہ داریاں:

رپورٹنگ :صحافت کا اہم ترین ستون:

صحافت کے شعبے میں سب سے بنیادی اور طاقتور ہتھیار رپورٹنگ ہے۔ صحافتی ادارے رپورٹنگ کو مختلف بیٹس (Beats) میں تقسیم کرتے ہیں۔ جیسے سپریم کورٹ کی رپورٹنگ کے لیے مخصوص رپورٹرز ہوتے ہیں، ہائی کورٹس، ضلعی اور خصوصی عدالتوں کی کوریج کے لیے علیحدہ نمائندے ہوتے ہیں۔سینیٹ، قومی اسمبلی کے اجلاسوں اور پارلیمانی کمیٹیوں کی کارروائی کے لیے الگ رپورٹرز ہوتے ہیں۔خارجہ، داخلہ، دفاع، معیشت، الیکشن کمیشن اور سیاسی جماعتوں کی بیٹ رپورٹنگ الگ الگ رپورٹرز کی ذمہ داری ہوتی ہے۔یہی بیٹ رپورٹنگ صحافیوں کی پہچان کا سبب بنتی ہے۔ جیسے آج کی صحافت کو دیکھیں تو معیشت کی خبر ہوگی تو لوگ شہبازرانا، خلیق کیانی کا ذکر کریں گے، عدالتی معاملات کو سمجھنے کیلئے حسنات ملک کی خبریں توجہ سے پڑھی جائیں گی۔

رپورٹنگ میں اس شخص کے آگے بڑھنے کے امکانات بہت زیادہ ہوتے ہیں جس نے اپنی شوق کی خاطر یہ شعبہ اختیار کیا ہو یعنی جو بائی چانس کے بجائے بائی چوائس آیا ہو، ایسا شخص فطری طور پر خبروں میں زیادہ دلچسپی لیتا ہے، ڈنگ ٹپاو پالیسی کے تحت اس میں کام نہیں ہوسکتا ورنہ آدھا دن دوسروں سے ٹکرز اور خبریں مانگتے اور باقی دن ان کی تشریح اور انہیں سمجھنے کی کوششوں میں ضائع ہوجائے گا۔ اچھا رپورٹر سورس فل ہوتا ہے یعنی سوشل ہونا یا

سورسز اس شعبے کی بنیادی ضرورت ہے، آئی جی سے لے کر سیکیورٹی گارڈ تک سے تعلقات ہونے چاہیئں تاکہ آپ کیلئے کوئی بھی دروازہ بند نہ ہو۔

بنیادی اور جامع بات یہ ہے کہ رپورٹنگ کے شعبے کا انتخاب اسے کرنا چاہیے جو اس شعبے کی ضروریات پوری کرسکتا ہے، چیلنجز کا سامنا کرنے کیلئے تیار ہے، جو توقعات پوری کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے کیونکہ یہ ایک لائف سٹائل ہے، جو لوگ آٹھ گھنٹوں کی نوکری کی تلاش میں ہیں وہ کوشش کریں کہ جلد نیوز رومز میں پہنچ جائیں یا اپنا مزاج بدل لیں ورنہ انہیں بھی مشکل بھی ہوگی اوران کی وجہ سے صحافت کو بھی نقصان پہنچے گا۔

رپورٹنگ ٹپس :بہتر صحافی بننے کے لیے چند اہم باتیں:

تعلقات بنائیں : صحافت میں تعلقات اہم سرمایہ ہوتے ہیں۔ انہیں بنانے اور نبھانے کے لیے وقت، توجہ اور برداشت کا مظاہرہ کریں۔

خود کو محنت کا عادی بنائیں : خبروں کے لیے دوسروں پر انحصار کم سے کم کریں،اخبارات، سوشل میڈیا، پرانے ریکارڈز اور ذاتی سورسز سے خود تحقیق کو عادت بنائیں۔

پڑھنے کی عادت اپنائیں : نئ اور پرانی کتابیں پڑھیں تاکہ موضوعات پر گہری سمجھ پیدا ہو اور آپ جاندار سوالات کر سکیں۔

سوال پوچھنے کا فن سیکھیں : جب بھی موقع ملے، سطحی سوالات نہ کریں۔ سوال ایسا ہو کہ اس کا ہر ممکن جواب خبر بن سکے۔

تحقیق کریں :جو خیال یا آئیڈیا ملے، اس پر تحقیق کریں۔ متعلقہ افراد سے بات کرکے معاملے کو سمجھیں اور دستاویزات حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

ہر سطح پر سورسز رکھیں :ایک صحافی کیلئے صرف اعلیٰ افسران ہی سورس نہیں ہوتے بلکہ ان کے سیکیورٹی گارڈز تک سے تعلقات ہونے چاہیئں، ممکن ہے کبھی داخلے کا مسئلہ ہو یا کسی خبر کی تصدیق درکار ہو تو یہ عملہ مددگار ثابت ہوسکتا ہے۔

برداشت پیدا کریں :مذہبی، فرقہ وارانہ یا سیاسی اختلاف کے باوجود دوسروں کا موقف تحمل سے سنیں اور کسی کے نظریات کی وجہ سے اس سے تعلق خراب نہ کریں۔صحافی ہونے کی وجہ سے بہت سارے لوگ اعتماد کرتے ہیں، وہ معلومات اور خبریں دیتے ہیں اس لیے انتہائی ضروری ہے کہ ان کی حفاظت کی جائے، ان کی شناخت کو کبھی کسی کے سامنے بیان نہ کیا جائے ورنہ دوسرے اس کا انجام دیکھ کر خود ہی دور ہوجائیں گے۔

صحافت میں لوگوں کو لالچ کے ذریعے خبر روکنے یا موقف بدلنے پر قائل کرنے کی کوششیں ہوتی ہیں جو ایسے رام نہیں ہوتے، انہیں دھمکیاں دی جاتی ہیں، ایسے میں بہت ضروری ہے کہ اس معاملے کو پروفیشنلی ہینڈل کیا جائے، لوگوں کو اشتعال دلانے اور انہیں جوابی دھمکیاں دینے کے بجائے خبر میں ان کا موقف شامل کرنے کی حامی بھریں، انہیں سمجھائیں کہ کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے بلکہ یہ پروفیشن کا تقاضا ہے۔

کاپی ایڈیٹر / ریسرچر کی ذمہ داریاں:

نیوز اور پروگرامنگ (خصوصاً کرنٹ افیئرز) کے شعبے میں کاپی ایڈیٹر Content (Producer یا ریسرچر کی ذمہ داریاں نہایت اہم اور مرکزی حیثیت رکھتی ہیں۔نیوز کیلئے کاپی ایڈیٹر کی بنیادی ذمہ داری ہوتی ہے کہ ہر آنے والی خبر کی زبان، انداز اور ترتیب کو درست کرے، اس کی نوک پلک سنوارے اور اسے نشر کے قابل بنائے۔ یہ کام صرف ایک خبر کی ایڈیٹنگ تک محدود نہیں رہتا، بلکہ انہی معلومات سے ہیڈلائنز بنانی ہوتی ہیں، اوسی(آن کیمرا)اور وی او(وائس اوور) لکھنا ہوتا ہے، اسی سے مکمل رپورٹ (پیکج) بھی تیار کرنا ہوتا ہے۔

پروگرامنگ(کرنٹ افیئرز)

کاپی ایڈیٹر یا ریسرچر:

- پروگرام کے لیے موضوعات تلاش کرنے ہوتے ہیں۔
- ان پر تفصیلی تحقیق کرنی ہوتی ہے۔
- دستیاب معلومات کی بنیاد پر سوالات تیار کرنے ہوتے ہیں۔
- متعلقہ مواد سے ہیڈرز، ٹیگ لائنز، لوئر تھرڈز، ٹکرز اور بریکنگ نیوز بنانی ہوتی ہے۔
- سوشل میڈیا کے لیے نکالے گئے کلپس پر دلچسپ اور جامع کیپشنز لکھنے ہوتے ہیں۔

اگر کسی نیوز روم یا پروگرامنگ ٹیم میں ایک قابل کاپی ایڈیٹر / ریسرچر موجود ہو تو

- پرانی معلومات سے بھی نئی خبر نکل سکتی ہے۔

- خبر کی اینگلنگ کچھ اس طرح ہوسکتی ہے کہ کوئی معاملہ کسی سکینڈل یا متنازع پہلو سے جڑ سکتا ہے۔
- تحقیقات سے ایک چھوٹے معاملے کو بھی خبری اہمیت مل سکتی ہے۔۔

اس کے برعکس، ایک غیر ذمہ دار اور ناتجربہ کار شخص کی وجہ سے بڑی سے بڑی خبر بھی بے جان، غیر مؤثر اور غیر متوجہ کن بن سکتی ہے۔

کوآرڈینیشن:

ٹی وی پروڈکشن میں کوارڈنیٹر کی ریڑھ کی ہڈی جیسی اہمیت ہوتی ہے، اس کی وجہ سے شو اچھا بھی ہوسکتا ہے اور برا بھی ہوسکتا ہے، یہ چینل اور شو کی ریٹنگ بہتر بنانے کا سبب بھی بن سکتا ہے اور اس کی وجہ سے یہی ریٹنگ گر بھی سکتی ہے۔ کوارڈنیٹر کی وجہ سے بڑے سے بڑا مہمان بھی شو کا حصہ بن سکتا ہے اور اسی کی وجہ سے ایک کم معروف اور غیر اہم شخص بھی انکار کرسکتا ہے۔کوارڈنیشن کیلئے بہت ضروری ہے کہ حکومت و اپوزیشن کی اے بی سی کیٹگری کا علم ہو کہ کونسا وزیر یارکن پارلیمنٹ کس شخص کے ساتھ بیٹھتا ہے اور کس کے ساتھ بیٹھنے سے انکار کرتا ہے۔ ایسا پینل ہو سب کیلئے قابل قبول ہو ورنہ کوئی بھی مہمان کسی وقت بھی معذرت کرسکتا ہے۔

کوارڈینیشن ٹپس:

- ٹیلی فون نمبر کا تبادلہ لازمی کریں :جس شعبے سے بھی کوئی فرد ملے، اس کا تعلق سیاست، صحافت، طب، صحت یا کھیل سے ہو، اس سے رابطہ نمبر ضرور حاصل کریں اور ساتھ میں یہ

بھی یقینی بنائیں کہ وہ آپ کا نمبر اپنے فون میں محفوظ کرے تاکہ مستقبل میں آپ کی کال کو اجنبی نمبر سمجھ کر نظرانداز نہ کرے۔

- سیاسی جماعتوں کے کوآرڈینیٹرز سے رابطہ رکھیں :ہر جماعت نے میڈیا ہینڈلنگ کے لیے باقاعدہ کوآرڈینیٹرز رکھے ہوتے ہیں۔ ان سے اچھے تعلقات بنائیں کیونکہ یہی لوگ مہمانوں کی دستیابی کا دروازہ کھولتے ہیں۔

- حکومتی و پارلیمانی روابط :وزرا، مشیران، اراکینِ اسمبلی اور دیگر سرکردہ شخصیات کے وہ نمبر رکھیں جو وہ آجکل استعمال کرتے ہیں،حکومتی ڈائریکٹری سے فائدہ اٹھائیں، ممکن ہو تو پارلیمنٹ یا دیگر تقریبات میں جاکر اپنا تعارف کروائیں تاکہ وہ آپ کے نمبر کو پہچان سکیں۔

- عملے سے تعلقات مضبوط بنائیں :سیاستدانوں کے پرسنل سیکریٹری(PS) اور سٹاف سے واقفیت رکھیں۔اجلاسوں کے شیڈول، مصروفیات اور دستیابی کی معلومات انہی لوگوں کے پاس ہوتی ہیں۔

- ڈیٹا بیس بنائیں :تمام حاصل کردہ نمبرز، تعارف اور مشاہدات کو منظم طریقے سے ریکارڈ رکھیں تاکہ وقت ضرورت فوری رسائی ممکن ہو۔

اسائنمنٹ :نیوز روم کی شہہ رگ:

الیکٹرانک میڈیا میں اسائنمنٹ ڈیسک نیوز روم کا دل ہوتا ہے، جہاں سب سے پہلے خبر آتی ہے، اور جہاں سے ہی یہ خبر آگے دیگر متعلقہ شعبوں تک پہنچتی ہے۔ ایک مؤثر اسائنمنٹ ایڈیٹر اور اس کی ٹیم کی ذمہ داری صرف خبر کو ریسیو کرنا نہیں، بلکہ اسے جانچنا، پرکھنا اور

بروقت فیصلہ کرنا بھی ہوتا ہے کہ اس خبر کی کتنی اہمیت ہے، یہ کس عہدیدار تک فوراً پہنچائی جائے، اسی طرح فوراً فوٹیج کا بندوبست کرنا بھی ذمہ داری میں شامل ہوتا ہے۔

اہم ذمہ داریاں:

• خبر کا ابتدائی جائزہ :خبر کی تصدیق اور اہمیت کو پرکھنے کی صلاحیت ہو۔ ابتدائی پانچ سوالات) کیا؟ کب؟ کہاں؟ کیوں؟ کیسے؟ (کا جواب خود نکالنے کی کوشش کریں تاکہ غیرمصدقہ یا غیرضروری خبر آگے نہ جائے۔

• دباؤ میں کام کرنے کی صلاحیت :بریکنگ نیوز کے دوران یا بیک وقت کئی خبریں آنے پر گھبراہٹ کاشکار نہ ہوں۔ پُرسکون رہ کر کام کریں ورنہ باقی بھی پریشان ہوسکتے ہیں اور غلطی بھی سرزد ہوسکتی ہے۔

• مانیٹرنگ کی مہارت :اپنے کام کے ساتھ ساتھ دوسرے چینلز کو بھی مانیٹر کریں کہ وہ کیا چلا رہے ہیں، اسی طرح اس حوالے سے سوشل میڈیا پر کیا خبر یافوٹیج موجود ہے، ساتھ ساتھ میں متعلقہ رپورٹرز یا بیوروز سے رابطہ کر کے تصدیق اور اپ ڈیٹس لیتے رہیں۔

• کوریج کا تکنیکی علم :کوریج میں استعمال ہونے والے آلات مثلاًENG، DSNG ، LIVEU، وغیرہ سے واقفیت ضروری ہے تاکہ کسی خرابی کی صورت میں فوری حل نکالا جا سکے۔

• مضبوط تعلقات کا نیٹ ورک :رپورٹرز، کیمرامین، ڈرائیورز، بیورو چیف، پروڈیوسرز اور ٹیکنیکل اسٹاف کے ساتھ اچھے تعلقات اور روابط رکھنے ضروری ہیں کیونکہ اسی نیٹ ورک پر خبریں، فوٹیجز اور فالو اپ کا انحصار ہوتا ہے۔

اینکر :ٹی وی اسکرین پر ادارے کی پہچان:

ٹی وی اینکر محض خبریں پڑھنے والا فرد نہیں ہوتا بلکہ وہ چینل کا چہرہ ہوتا ہے جیسے حامد میر جیو اور کاشف عباسی اے آر وائی نیوز کی پہچان ہیں، ٹی وی کی ضرورت پوری کرنے کیلئے ایک اینکر کو نہ صرف پراعتماد، علم و زبان کا ماہر اور تیزفہم ہونا چاہیے بلکہ اس میں بیک وقت کئی کام انجام دینے کی مہارت بھی ہونی چاہیے جیسے بولنا، سننا اور پروڈیوسر سے ہدایات لینا۔

اہم خصوصیات:

- اعتماد :اینکرنگ میں اعتماد سب سے اہم خوبی ہے۔ ایسی صورتِ حال میں بھی پرسکون نظر آنا ہوتا ہے جب پرامپٹر رک جائے، بریکنگ نیوز آجائے یا مہمان غیر متوقع بات کر جائے۔
- زبان دانی:اردو زبان پر عبور ہو۔ درست تلفظ، روانی اور وقار کے ساتھ بولنے کا سلیقہ ضروری ہے۔ اس کے لیے شاعری، نثر اور معیاری ادب کا مطالعہ ضروری ہے۔
- حالاتِ حاضرہ سے واقفیت :ملکی و عالمی خبروں، سیاست، معیشت، تاریخ، قانون اور ثقافت کا مناسب علم ہونا ضروری ہے تاکہ مہمانوں سے سوال بھی کیے جا سکیں اگر کوئی غیرمتوقع سوال ہو جائے، حالات پیدا ہو جائیں تو اسے سنبھال سکیں۔
- پرامپٹر ریڈنگ :یہ اینکرنگ کا بنیادی ہنر ہے۔ پرامپٹر پڑھنے کے ساتھ ساتھ کیمرے سےEye Contact ، آواز کا اتار چڑھاؤ، وقفے اور تاثرات کو برقرار رکھنے کی مہارت بہت زیادہ ضروری ہیں۔

• انسٹرکشن مینجمنٹ :اینکر کو ایک وقت میں بولتے ہوئے پروڈیوسر یا PCR سے ہدایات بھی سننا اور ان پر فوری ردعمل دینا ہوتا ہے۔ یہ مہارت وقت اور مسلسل مشق سے آتی ہے۔

• فیلڈ اینکرنگ :اسٹوڈیو سے باہر بھی اینکر کی کارکردگی الگ اور نمایاں ہونی چاہیے۔ فیلڈ میں رپورٹر سے ہٹ کر تجزیاتی انداز میں صورتحال بیان کرنی ہوتی ہے، اس میں سٹوڈیو کی طرح صرف سکرپٹ نہیں پڑھنا ہوتا بلکہ معلومات کے ساتھ ساتھ تصویرکشی بھی کرنی پڑتی ہے۔

ٹپس برائے اینکرز:

• روزانہ کچھ وقت اردو پڑھنے، سننے یا بولنے کی مشق کریں(ریڈیو یا کلاسیکی ادب سے مدد لی جا سکتی ہے)

• خبروں کے علاوہ ڈاکیومنٹریز، ٹاک شوز اور انٹرویوز بھی دیکھیں تاکہ مختلف اندازِ گفتگو سے سیکھ سکیں۔

• خود سے کیمرے کے سامنے کھڑے ہو کر بولنے، بریکنگ نیوز سنانے، یا کسی غیر متوقع صورتحال کی مشق کریں۔

• CNN، BBC یا دیگر انٹرنیشنل اینکرز کو غور سے دیکھیں، ان کے بولنے اور سوال کرنے کے انداز سے سیکھیں۔

3: صحافت کیلئے بنیادی ضرورتیں کیا؟... کونسا جنرل نالج لازمی؟

صحافت بھی تیراکی کی طرح ہوتی ہے کہ جو شخص اس سے واقف ہوتا ہے وہ پرسکون رہتا ہے اور جو پہلی بار پانی میں اترتا ہے اس کی سانسیں اکھڑ رہی ہوتی ہیں اور اس پر گھبراہٹ طاری رہتی ہے، اس صورتحال سے بچنے کیلئے ضروری ہے کہ تیاری کی جائے، بنیادی Tricks of the tradeسے آگاہی حاصل کر لی جائے۔

صحافی کے لیے ضروری جنرل نالج:

- پاکستان کے نظام اور طرز حکومت کے بنیادی ڈھانچے سے متعلق علم ہونا ضروری ہے، وفاقی پارلیمان نظام حکومت میں وفاق اور صوبوں کا تعلق کیا ہے، آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان کی ریاستی اکائیوں میں کیا مقام ہے۔
- تمام صوبوں کے گورنرز، وزرائے اعلیٰ، اہم وفاقی وزراء اور اپوزیشن لیڈرز کے نام
- چیف جسٹس، آرمی چیف، ڈی جی آئی ایس آئی، ڈی جی ایم آئی، آئی جی پولیس
- اہم قومی اداروں کے کام اور ان کے سربراہان کے نام جیسے نیب، ایف آئی اے، اسٹیٹ بینک، آئی ایم ایف، واپڈا، پیمرا اور اوگرا
- پاکستان کی بڑی سیاسی جماعتوں کی تاریخ، کس نے کب کب کتنے سال حکومت کی، موجودہ سربراہان کے نام
- پارلیمنٹ (سینیٹ اور قومی اسمبلی) کی تشکیل، صوبائی اسمبلیوں کی نشستوں کی تعداد

- اہم قومی و بین الاقوامی تنازعات کے بارے میں بنیادی معلومات ہوں جیسے مسئلہ کشمیر، افغان بارڈر، ایران گیس پائپ لائن، پاک-بھارت تعلقات اور اسرائیل فلسطین تنازع۔۔
- عالمی سطح کے ادارے اور تنظیمیں(UNO, WHO, IMF, WB, NATO) اور ان کے کردار
- ملکی کھیلوں کے بارے میں بنیادی معلولات جیسے کہ کرکٹ اور ہاکی کے کتنے ورلڈ کپ جیت رکھے ہیں، فکسنگ اسکینڈلز کی کہانیاں کیا تھیں، کون کون ملوث رہا ہے، معروف کھلاڑیوں کے اہم ریکارڈز کیا کیا رہے۔
- تاریخی واقعات، معروف مقدمات اور اسکینڈلز جیسے آپریشن مڈنائٹ جیکال، پانامہ لیکس، مہران بینک، میموگیٹ کیا تھے۔

پاکستان کی مشہور فلمیں، ڈرامے، صحافی اور مصنفین کے بارے میں معلومات سے آج کے حالات کے بارے میں رپورٹ کرنا اور لکھنا آسان ہوجائے گا۔

4 :تعلقات بنانا... صحافت نام ہے نام کا:

پاکستان میں صحافیوں کی اکثریت اپنے خول سے باہر نہیں نکلتی ہے، وہ پروفیشنل لائف کا حصہ بننے کے باوجود اسی جگہ رہتے ہیں جہاں وہ تعلیمی دور میں رہ رہی ہوتی ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان کا سوشل سرکل بھی وہی رہتا ہے، انھی لوگوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں جن سے پہلے ہی تعلقات ہوتے ہیں، انہیں اپنا یہ ماحول اتنا پرسکون لگتا ہے کہ جب بھی اس سے باہر نکلتے ہیں تو وہاں خود کو اجنبی محسوس کرتے ہیں، وہاں سے جلد بھاگنے کی

کوشش کرتے ہیں جس سے وہ نئے تعلقات بنانے کے مواقعوں سے محروم رہتے ہیں۔ جو اس حوالے سے تھوڑی ہمت کرلیتے ہیں یا ان کا شعبہ انہیں مجبور کردیتا ہے تو وہ بھی اسے زیادہ سنجیدگی سے نہیں لیتے ، انہوں نے بھی اپنے وزٹنگ کارڈ نہیں بنوائے ہوتے کہ لوگوں سے ایکسچینج کرلیں ، میڈیا میں اگر اس وقت سروے کیا جائے تو بڑے چینلوں میں اپنے اینکرز کیلئے مہمانوں کو دعوت دینے کا کام کرنے والے(کوارڈٹیزز) کی بہت بڑی تعداد ایسی ہوگی جس نے اپنے وزٹنگ کارڈز نہیں بنوا رکھے ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو اکثر مہمانوں کے پیچھے دوڑ رہتے ہوتے ہیں کہ برائے مہربانی اپنے موبائل میں ہمارا نمبر محفوظ کرلیں، کوئی ان سے پوچھے کہ چند سو یا ہزار روپے بچا کر آپ لوگوں نے کونسا محل تعمیر کرلینا ہے؟اگر ایک کام کرنا ہی ہے تو اسے سنجیدگی سے پروفیشنل انداز میں کرنے میں کیا برائی ہے؟

صحافت میں تعلقات بہت ضروری ہیں اور تعلقات بنانے کیلئے ضروری ہے کہ لوگوں سے میل جول بڑھائیں، تقریبات میں شرکت کریں، کانفرنس، ورکشاپس جہاں بھی موقع ملے ضرور جائیں۔ ابتداء میں کسی کو بڑی خبر یا معلومات نہیں مل سکتیں مگر جب تعلقات بنتے جاتے ہیں تو انسان پر لوگ اعتماد کرنے لگتے ہیں، آہستہ آہستہ وہ اس طرف بھی آنے لگتے ہیں۔

اگر عمران خان کی بشریٰ بی بی سے شادی کی خبر چھپانے کی کوششوں کے باوجود عمر چیمہ کو مل گئی، سائرل المیڈا نے اہم ترین فورم قومی سلامتی کمیٹی کے اجلاس کے حوالے سے خبر دی جو بعد میں ڈان لیکس کے نام سے مشہور ہوئی یا Bob Woodward کوایف بی آئی

کے عبوری سربراہ مارک فیلٹ نے وہ خبر دی جو دنیا میں واٹر گیٹ اسکینڈل کے نام سے مشہور ہوئی اور اس کی وجہ سے امریکی صدر رچرڈ نکسن کو مستعفی ہونا پڑا تو یہ سب ذرائع کی وجہ سے ہی ممکن ہوا۔ اگر ان لوگوں کے پہلے ان شخصیات، ذرائع سے تعلقات نہ ہوتے تو آج اتنی بڑی خبریں کبھی ان کے کریڈٹ پر نہ ہوتیں۔

بڑی خبریں کبھی چل کر آپ کے پاس نہیں آتیں، ان کی تلاش میں باہر جانا پڑتا ہے، لوگوں سے ملنا پڑتا ہے اس کیلئے محنت کرنی پڑتی ہے۔

صحافت میں ابتدائی طور پر تعلقات بنانے کیلئے میڈیا میں روف کلاسرا صاحب کا بتایا ہوا طریقہ بڑا مشہور ہے کہ جب کسی کے پاس جائیں، وہ اگر آپ کو چائے کی پیشکش کرے تو مروت میں کبھی انکار نہ کریں، فوراً حامی بھرلیں کہ اس طرح دس منٹ آپ کو مل جائیں گے، معمول کی گفتگو کریں اور اس شخص کی دلچسپی جاننے کے کوشش کریں ، پھر اس کی دلچسپی کے موضوع پر زیادہ سے زیادہ بات کریں تو وہ انسان خود بخود آپ کے ساتھ تعلق بنانے پر راضی ہوجائے گا، اگر ایسا نہ بھی ہوا تو کم از کم دونوں کے درمیان کچھ نہ کچھ برف تو ضرور پگھل جائے گی۔ اس طرح وقت کے ساتھ ساتھ تعلق قائم ہوسکتا ہے لیکن یہ بھی یاد رکھیں کہ تعلق بنانا آسان اور نبھانا اس سے بھی مشکل ہے کہ اگر آپ نے ان تعلقات کو اپنے ذاتی، دوستوں، رشتے داروں کے کاموں کیلئے استعمال کرنا شروع کردیا تو فیلڈ میں بڑی جلد آپ کی شہرت ہوجائے گی، آپ کی ساکھ تباہ ہوجائے گی، ایک شخص سے آپ ایک کام کروائیں گے لیکن مارکیٹ میں دس کاموں کا چرچا ہوجائے گا پھر لوگ آپ

سے تعلق قائم کرنے سے ڈریں گے اس لیے انتہائی کوشش کریں کہ ان افراد سے صرف پروفیشنل تعلقات رکھیں، اس طرح وہ آپ کی عزت بھی کریں گے اور آپ کے کام بھی آئیں گے۔تعلقات میں اس چیز کا بہت خیال رکھیں کہ کہیں کوئی آپ کی ساکھ یا نام کو اپنے مقاصد کیلئے استعمال نہ کرلے،زندگی میں اندھا اعتماد کہیں بھی اچھا نہیں ہوتا مگر صحافت میں تو اس کی بالکل بھی جگہ نہیں ہے،پانامہ سکینڈل کی تحقیقات کے دوران صحافی احمد نورانی نے جے آئی ٹی کے حوالے سے خبر چھاپی کہ

Panama JIT ‘doesn’t find PM guilty,’ but his sons

مگررپورٹ سامنے آئی تو یہ غلط ثابت ہوئی، انہیں اگلے دن اپنے پڑھنے والوں سے معذرت بھی کرنی پڑی، احمد نورانی کو یہ خبر جس سورس نے دی تھی وہ کئی سالوں سے ان کا سورس تھا اور صحیح خبریں دے رہا تھا مگر ایک خبر غلط نکلی،آج اس شخص کو کوئی جانتا ہی نہیں ہے مگر احمد نورانی جو کہ بہت اچھے اور محنتی صحافی ہیں، ان کے کریڈٹ پر بڑی بڑی خبریں ہیں، وہ جب تک صحافت کریں گے، اس جھوٹی خبر کا طعنہ ان کا پیچھا کرتا رہے گا اس لیے کوئی بھی آپ کے پاس خبر لے کر آئے تو سب سے پہلے خود سے پوچھیں کہ ?Why me میں ہی کیوں؟پھر اس پر غور کریں، اس سے نئی چیز نکالنے کی کوشش کریں، اچھی طرح سمجھنے کیلئے اس شعبے کے ماہرین سے مدد لے لیں،جب تک اس خبر یا معلومات کی کسی دوسرے ذریعے سے تصدیق نہ کرلیں تب تک کبھی رپورٹ نہ کریں۔ صحافیوں کو اپنے حق میں استعمال کرنے کیلئے مختلف لوگ اور ادارے معلومات فراہم کرتے ہیں جیسے 2008 کے

انتخابات کے بعد اگلے وزیراعظم کے بارے میں پیش گوئیاں ہو رہی تھیں اور مختلف نام چل رہے تھے تب پیپلزپارٹی کی قیادت کے قریب حسین حقانی نے صحافی روف کلاسرا سے رابطہ کیا اور کہا کہ اگر آپ تعاون کریں، مفادات کا دفاع کرنے کی حامی بھریں تو آپ کو بتا سکتا ہوں کہ اگلے وزیراعظم یوسف رضا گیلانی ہوں گے، روف کلاسرا نے چونکہ اس تعاون کی حامی نہیں بھری تھی اس لیے انہوں نے یہ خبر بھی نہیں کی۔صحافت میں اپنے تعلقات صرف بیوروکریسی، سیاسی شخصیات یا مقتدر حلقوں تک محدود نہ رکھیں بلکہ انہیں وسیع کریں، ملک میں مختلف شعبوں جیسا کہ میڈیا ٹریننگ، قانون کی حکمرانی، عوامی شعور جیسے کام کرنے والے اہم افراد کے ساتھ رابطے رکھیں ، انسانی حقوق کیلئے کام کرنے والے افراد سے تعلقات بنائیں کیونکہ ہمارے سامنے مثال موجود ہے کہ ارشدشریف شہید سے یہی غلطی ہوئی تھی کہ وہ بہت محنتی اور قابل صحافی تھے مگر وہ ان افراد اور اداروں سے دور رہتے تھے یا ان پر تنقید کرتے رہتے تھے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب وہ مشکل میں آئے، انہوں نے خطرات سے آگاہ کرنے کیلئے خطوط لکھے تو کسی نے توجہ نہیں دی، انہیں ملک چھوڑنا پڑا تو بھی ان کیلئے آوازیں نہیں اٹھیں اور پھر جب ویزا موجود ہونے کے باوجود انہیں دبئی چھوڑنے کیلئے کہا گیا تو کسی نے عالمی سطح پر اس کیلئے شور نہیں مچایا، اگر اس وقت میں انسانی حقوق اور عالمی صحافتی تنظیموں نے ان کیلئے بھرپور طریقے سے آواز اٹھائی ہوتی، ان کے حق میں ان کی حفاظت کیلئے مہم چلائی ہوتی تو شاہد وہ اس حادثے سے دوچار نہ ہوتے جس سے وہ کینیا میں ہوئے جبکہ ان کے مقابلے میں کئی ایسے لوگ بھی تھے جو ان سے کم

محنتی اور کم مشہور تھے مگر انہوں نے اپنے تعلقات ٹھیک جگہ بنا رکھے تھے اس لیے ان کیخلاف ایک مقدمہ بھی درج ہوتا ہے تو یہ تنظیمیں اور ادارے متحرک ہوجاتے ہیں، ان کیخلاف اگر کوئی بولتا، لکھتا یا کچھ کرتا ہے تو یہ سارے متحد ہو کر آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں جس کی وجہ سے یہ بڑی سے بڑی مشکل سے بھی نکل آتے ہیں۔یہ سب صحافیوں کیلئے سبق ہے کہ اپنے کام سے مقامی اور عالمی سطح پر دشمن بنانے کے بجائے زیادہ سے زیادہ دوست بنائیں تاکہ آپ کو عالمی سطح پر ٹریننگ کرنے، صحافت کرنے یا اپنا مقدمہ لڑنے کے مواقع مل سکیں۔

عالمی سطح پر تعلقات بنانے کا ایک بہترین طریقہ یہ بھی ہے کہ ان کے ساتھ کام شروع کردیں، اپنے لیے یہ دروازے کھولنے کیلئے بنیادی شرط یہ ہے کہ تیاری کرلیں کہ آپ نے کرنا کیا ہے، جب آپ کی تیاری مکمل ہوجائے گی تو وہ آپ کی خبر لینے میں دیر نہیں لگائیں گے، مقامی میڈیا میں عموماً صحافی دفتر سے مقام پر جاکر خبر تلاش کرتے ہیں جبکہ انٹرنیشنل میڈیا میں پریکٹس یہ ہوتی ہے کہ صحافی جب دفتر سے نکلتا ہے تو اسکی خبر تقریباً مکمل ہوتی ہے، وہ وہاں جا کر فوٹیج یا تصاویر لیتا ہے، لوگوں سے ان کی رائے لیتا ہے اور اگر کوئی معلومات نامکمل ہوں تو ان کی تصدیق کرکے انہیں مکمل کرتا ہے۔

پاکستان میں بدقسمتی سے صحافیوں کی تربیت کا نظام نہ ہونے کے برابر ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے شعبے میں کئی سال گزارانے کے باوجود بنیادی باتوں سے ناواقف رہتے ہیں جیسے کسی سے پوچھا جائے کہ وہ کس سٹوری پر کام کرنا چاہتا ہے یا کررہا ہے تو اس کے پاس جواب

میں ہوا میں تیر چلانے کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہوتا ہے، یہاں تو نیوز روم میں کام کرنے کی خواہشمند اکثریت نے اردو ٹائپنگ تک سیکھنے کی زحمت نہیں کی ہوتی، ان کا یہ رویہ ان کے اپنے کیرئیر کے لیے نقصان کا باعث بنتا ہے اور ساتھ ہی ان لوگوں کو بھی کوئی فائدہ نہیں ہوتا جن کے نام پر یہ صحافت کا جھنڈا اٹھا کر میدان میں نکلے ہوتے ہیں کہ گہرائی تک جاتے، ریسرچ نہیں کرتے جس سے عوام حقائق سے ناواقف رہتے ہیں، وہ ان اہم ترین معاملات کو بھی نظرانداز کر دیتے ہیں جن پر فوری توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

سٹوری پچ کرنے کا طریقہ :

کسی معاملے پر آپ کوئی خبر کرنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے اس پر ریسرچ کریں کہ اس پر اب تک کیا رپورٹ ہوچکا ہے، ہوسکتا ہے اس سے کوئی ایسا سرا ہاتھ لگ جائے جسے پہلے کسی نے نہ پکڑا ہو تو یہی آپ کا سکوپ ہوگا، اس تیاری کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ جب آپ ایڈیٹر یا کسی کو بھی اس کے بارے میں بتائیں گے تو آپ کو یہ پتہ ہوگا کہ آپ نے کرنا کیا ہے جیسے کہ اینگل کیا ہوگا، اس کی ہیڈلائن کیا بنے گی، یہ آڈیو، ویڈیو یا ٹیکسٹ فارم میں ہوگی، خبر میں کون کون سے کریکٹرز ہوں گے، اس ساری تیاری کے دوران آپ کے ہاتھ گولڈ بھی لگ سکتا ہے جسے آپ نے دیکھا کر اس پر کام کرنا ہے، اس سے کسی کو بھی قائل کرنے کیلئے آپ کے پاس چار، پانچ اہم بنیادی نکات جمع ہوجائیں گے جو منظوری لینے میں مددگار ثابت ہوں گے، اس کے علاوہ آپ کب خبر پر کام شروع کریں گے اور کب تک مکمل کرلیں گے، اس دوران کہاں کہاں سفر کرنا پڑ سکتا ہے، کس کس کی رائے شامل

کرنی ہےاور سب سے اہم یہ ہے کہ اس خبر کا اثر اور نتیجہ کیا ہوگا، کیا کوئی سکینڈل سامنے آئے گا؟ کیا اس سے لوگوں کو کسی نئے موضوع کے بارے میں جاننے کا موقع ملے گا یعنی وہ educate ہوں گے یا لوگ اس سے انسپائر ہوں گے؟ ان تمام سوالوں کے جواب اور تفصیلات کے ساتھ آپ کسی بھی مقامی یا عالمی ادارے کے سامنے پیش ہوں گے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ وہ آپ کے ساتھ تعاون نہ کریں، آپ کو سٹوری کیلئے سرمایہ کاری اور پلیٹ فارم نہ مہیا کریں۔

5: ڈیجیٹل میڈیا پروفائل آپ کی شخصیت کا آئینہ ہیں:

پاکستان میں بدقسمتی سے جس کام کی تنخواہ نہیں ملتی اسے سنجیدگی سے کم ہی لیا جاتا ہے اسی لیے صحافیوں کے فیس بک، ٹوئٹر، انسٹا گرام اور لنکڈان کے پروفائل میں کچھ بھی مختلف نہیں ہوتا، وہ بھی عام سے پروفائل دکھائی دیتے ہیں حالانکہ دنیا اب انہیں بڑے غور سے دیکھتی ہے،وہاں سے آپ کی دلچسپیوں کا اندازہ لگاتی ہے، آپ کی شخصیت کا تجزیہ کرتی ہے کہ کیا آپ کو پسند ہے اور کیا ناپسند ہے، آپ اختلاف کرتے ہیں تو کس حد تک رہتے ہیں، کہیں آپ شدت پسندی کا شکار تو نہیں۔

آج کے دور میں بڑے لوگ تعلقات بنانے، ادارے نوکری اور یونیورسٹی سکالرشپ دینے میں ان چیزوں کو اہمیت دیتے ہیں اس لیے بہت ضروری ہے کہ آپ بھی انہیں اہمیت دیں، اپنی بائیو میں ایک ایک لفظ سوچ سمجھ کر لکھیں، دنیا اس سے متاثر نہیں ہوتی کہ وہاں آپ نے کتنی گاڑھی انگریزی میں اپنا تعارف لکھ رکھا ہے بلکہ وہ یہ دیکھتی ہے کہ کیا اصل میں

آپ ویسے ہی ہیں جیسا آپ نے لکھا ہوا ہے؟کیا آپ سوشل میڈیا پر انہیں چیزوں کے بارے میں لکھ رہے ہیں اور تبصرے کررہے ہیں ؟کہیں ایسا تو نہیں کہ وہاں آپ نے Book Loverلکھ رہا ہے مگر آپ کے پروفائل پر تلاش کرنے سے بھی کسی کتاب کی تصویر یا تبصرہ نہیں ملتا ہے۔

ابھی یہ معمول ہے کہ ٹی وی پر ایک خبر بریک ہوتی ہے توفوراً ہی سوشل میڈیا پر بھی اسی کا طوفان آجاتا ہے، ہر صحافی وہی خبر اپنے اکاونٹس سے ہر طرف پھیلانے میں مصروف ہوجاتا ہے، بظاہر یہ ایک اچھی سرگرمی ہے لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا یہ موثر ہے؟ جو لوگ ٹی وی سے بور ہوچکے ہیں کیا وہ اس فورم پر اس طرح کی کارروائی سے بور نہیں ہوجائیں گے؟سوشل میڈیا ایک مختلف پلیٹ فارم ہے اس لیے اس کا تقاضا ہے کہ اس پر کام بھی مختلف کریں، اپنے اکاونٹس سے وہ خبریں شئیر کریں جو آپ کے خیال میں بڑی ہیں، انتہائی اہمیت کی حامل ہیں، اگر اچھا اور معلوماتی آرٹیکل پڑھا ہے تو وہ شئیر کریں، کسی اچھے مقام کی سیر کی ہے تو اس کی تصویریں لگائیں ، کہیں اچھا کھانے کھایا ہے تواس پر تبصرہ کریں، کسی کی شخصیت سے متاثر ہوئے ہیں تو وہ مشاہدہ لکھیں، کوئی نئ بات سیکھی ہے تو اس حوالے سے اپنا تجربہ لکھیں۔کوئی نئ فلم دیکھی ہے تو اس پر اپنے خیالات کا اظہار کریں، کوئی نئ کتاب پڑھنے کا موقع ملا ہے تو اس کے بارے میں لوگوں کو بتائیں۔

آج کے زمانے میں وہ اکاونٹس زیادہ engaging ہوتے ہیں جن پر لوگوں کو سب کچھ ملتا ہے، آپ اچھا لکھتے یا پڑھتے ہیں، اگر آپ کا شاعری کا ذائقہ اچھا ہے، میوزک میں پسند

لاجواب ہے اور اچھے کھانے پکاتے یا کھاتے ہیں تو یہ لوگوں کے ساتھ شئیر کریں ، بنیادی بات یہ ہے کہ آپ کے اکاونٹس پر ایسا کچھ ہونا چاہیے جس کی وجہ سے لوگ اسے دیکھیں، اس کی طرف واپس آئیں، یہ ساری چیزیں مل کر آپ کے اکاونٹس کو مقبول بنائیں گی، آپ کے ہم خیال لوگوں کو آپ کے قریب لائیں گی جس سے آپ کا بھی فائدہ ہو گا اور لوگوں کو بھی آپ سے سیکھنے کا موقع ملے گا، وہ آپ کی خامیوں اور کمزوریوں کی نشاندہی بھی کرسکتے ہیں، وہ آپ کی خبر کے حوالے سے کوئی نئ لیڈ بھی بتا سکتے ہیں، نئ فلم اور کتاب کے بارے میں بتا سکتے ہیں۔ آج کے ڈیجٹیل دور میں مضبوط پروفائل نہ صرف آپ کی پہچان ہے بلکہ آپ کا اچھا دفاع بھی ہے کہ کوئی بھی شخص یا ادارہ آپ کیخلاف کچھ کرنے سے پہلے ضرور سوچے گا ، اس کی کوشش ہوگی کہ سوشل میڈیا پر جس کی زیادہ پہچان ہے، جو زیادہ سرگرم ہے اسے اپنا مخالف بنانے سے باز رہیں ورنہ اس کے فالورز اور دوسرے ساتھی بھی مخالفت شروع کردیں گے۔ صحافی مطیع اللہ جان کو اسلام آباد سے اغواء کیا گیا تو سوشل میڈیا پر اتنا سخت ردعمل آیا کہ ان کے اغواء کاروں کو چند گھنٹوں بعد رہا کرنا پڑ گیا ، یہ سب ڈیجیٹل میڈیا ہی کی طاقت تھی کہ اس وقت وہ کسی چینل میں ملازمت نہیں کرتے تھے، یہی ڈیجیٹل میڈیا ہی ان کا واحد سہارا تھا۔ اس کے ساتھ یاد رکھنے کی بنیادی بات ہے کہ آپ کی ساکھ بہت قیمتی ہے اسے اپنی پسندو ناپسند، تعصب اور غصے کی وجہ سے تباہ مت کریں۔اپنے اکاونٹس سے کوئی ایسی خبر یا معلومات آگے نہ پھیلائیں جو نامکمل یا جھوٹ ہوں کیونکہ یہ آپ کی ساکھ کا معاملہ ہے، اگر کوئی خبر جھوٹی ثابت ہوگئی تو لوگ یہ نہیں دیکھیں

گے کہ یہ خبر کس کی تھی بلکہ وہ یہ کہیں گے کہ فلاں صحافی نے اپنے اکاؤنٹ سے شیئر کی تھی جو جھوٹی ثابت ہوئی ، ایسی ایک خبر آپ کی تمام خبروں کا مستقبل مشکوک بنا سکتی ہے، آپ کی ساکھ کو تباہ کرسکتی ہے اس لیے کسی خبر کے بارے میں آپ کو یقین نہیں ہے تو اسے چھوڑ دیں ، انگریزی صحافت کا بڑا مشہور جملہ ہے کہ "When in doubt, cut it out"، اگر آپ کوئی خبر چھوڑ دیں گے تو کوئی قیامت نہیں آئے گی، آپ سے کوئی سوال و جواب نہیں کرے گا لیکن اگر آپ نے ایسا کردیا تو پھر آپ خود کو اور اپنی صحافت کو ضرور کٹھرے میں لے آئیں گے۔

ہمارے ہاں صحافت میں عموماً کسی کے ذاتی ڈیٹا کا خیال نہیں رکھا جاتا جیسا کہ کسی کا نام، گھر کا پتہ، فون نمبر، تعلیمی ادارے کا نام، تصاویر کو بلااجازت بھی چھاپ یا نشر کردیا جاتا ہے، یہ قانونی طور پر آپ کیلئے مشکلات پیدا کرسکتا ہے اس لیے کسی کی تصویر لینے یا چلانے سے پہلے اجازت لیں۔

6:ڈیجیٹل میڈیا کیا ہے؟آپ اس سے کیسے فائدہ اٹھا سکتے ہیں؟

ڈیجیٹل میڈیا ایک نئ اور تیزی سے بڑھتی ہوئی صنعت ہے جو صرف ایک شعبے کے طور پر بھی پورے چینل کا متبادل بن سکتی ہے۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کا ریونیو ماڈل روایتی میڈیا سے مختلف ہے۔ روایتی میڈیا کی طرح یہ اشتہارات کیلئے حکومت کی محتاج نہیں ہے۔اس میں کامیابی کیلئے ضروری ہے کہ اس کے نظام کو سمجھیں۔

درست حکمت عملی اپنائیں اور اسی حساب سے اپنی مہارتوں کو نکھاریں۔

اپنی ٹارگٹ آڈینس اور پلیٹ فارم کو سمجھنا:

اپنی ٹارگٹ آڈینس کو پہچاننا سب سے پہلا قدم ہے کہ آپ جو مواد پیش کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، وہ کون دیکھے گا؟نوجوان، خواتین، پیشہ ور افراد یا عام عوام، ہر کسی کا مزاج الگ ہے اور ان کیلئے سوشل میڈیا کے پلیٹ فارمز بھی مختلف ہیں۔

پلیٹ فارم	پسندیدہ مواد کی قسم	آڈینس کی نوعیت
فیس بک	آرٹیکل لنکس، ویڈیوز، مباحثہ، رائے	25+عمر، فیملی اور کمیونٹی صارفین
انسٹاگرام	تصاویر، اسٹوریز، ریلز، aesthetically pleasing مواد	نوجوان، ویڈیوز کے شوقین افراد
ٹوئٹر(X)	مختصر تبصرے، بریکنگ نیوز، رجحانات	فوری ردعمل دینے والے، سیاسی/سماجی دلچسپی رکھنے والے
ٹک ٹاک	مختصر ویڈیوز، مزاح، ٹرینڈز، lip-sync & tips	نوجوان، تفریح پسند، تخلیقی لوگ
یوٹیوب	تفصیلی ویڈیوز، وی لاگز، ٹیوٹوریلز، ڈاکیومینٹری	وسیع آڈینس(نوجوان تا بالغ)، سیکھنے کے خواہش مند

انفارمیشن اور ڈس انفارمیشن:

انفارمیشن اور ڈس انفارمیشن کے درمیان فرق آج کی صحافت کا بڑا چیلنج بن چکا ہے۔ سوشل میڈیا کے دور میں جب کوئی اطلاع آتی ہے تو اکثر صحافی تصدیق سے پہلے اسے بریک کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے جھوٹی اور سچی خبر کا فرق مٹ جاتا ہے۔ اگر صحافتی تجربہ استعمال کیا جائے تو یہ پہچاننا مشکل نہیں کہ انفارمیشن درست اور تصدیق شدہ ہوتی ہے، جبکہ

ڈس انفارمیشن جھوٹ یا گمراہ کن انداز میں پیش کی جاتی ہے، جس میں کبھی کبھار سچ کی آمیزش بھی ہو سکتی ہے۔ ذمہ دار صحافت کا تقاضا ہے کہ ہر خبر نشر کرنے سے پہلے اس کی صداقت کو پرکھا جائے اور اپنی ساکھ کو خراب نہ کیا جائے۔

کیا آپ اپنا یوٹیوب چینل شروع کرنا چاہتے ہیں؟

یوٹیوب صرف ویڈیوز اپلوڈ کرنے کا پلیٹ فارم نہیں ہے بلکہ یہ ایک مکمل ڈیجیٹل کاروبار ہے لیکن اس سفر میں کامیابی کے لیے چند بنیادی مہارتوں اور حکمت عملی کی ضرورت ہوتی ہے۔۔ سب سے پہلے جائزہ لیں کہ آپ کو کس موضوع میں دلچسپی ہے جیسے کہ سیاست، تاریخ، کھیل، ادب، شوبز، سماج، فیشن اور ٹورازم وغیرہ۔کسی ایک کا بھی انتخاب کرتے وقت یاد رکھیں کہ آپ لمبا عرصہ اسی میں کام کرسکیں گے جس میں دلچسپی ہوگی ورنہ چند دنوں بعد دل بھر جائے گا۔یوٹیوب کا چینل چلانا آسان کام نہیں ہے، بہتر ہے اس کام کیلئے اپنے جیسے ہم خیال لوگ تلاش کریں اور چینل کو کامیابی سے چلائیں جیسے کہ' رفتار 'کو اس وقت چلایا جارہا ہے کہ وہاں کئی لوگ آتے ہیں، اپنی خبریں اور رائے دیتے ہیں، اب اس سے ناظرین کو یہ یاد نہیں رکھنا پڑتا کہ یہ چینل کس کا ہے، اینکر کون ہے، کس نے کتنے دن ویڈیوز کی ہیں، اب ناظرین کو بھی مختلف مواد مل جاتا ہے اور کام کرنے والے بھی دباو کا شکار نہیں ہوتے لیکن اگر آپ یہ کام نہیں کرنا چاہتے، دوسروں پر انحصار نہ کرنے کے عادی ہیں تو بنیادی مہارتیں خود سیکھیں۔

مہارت	کام
ویڈیو میکنگ	اچھے زاویوں اور فوکس کے ساتھ ریکارڈنگ
ویڈیو ایڈیٹنگ	ویڈیو کو پروفیشنل اور دلچسپ بنانا
اسکرپٹ رائٹنگ	بات کو واضح اور مؤثر انداز میں پیش کرنا
کیمرا آپریٹنگ	سیلفی سے اگلا قدم، پروفیشنل ویژول کوالٹی
میزبانی اور گفتگو	کیمرے کے سامنے اعتماد اور روانی سے بات چیت

سوشل میڈیا پر زیرِ بحث ٹرینڈز پر نظر رکھیں اور اپنا مواد انہی کے مطابق تیار کریں۔ جس موضوع پر آپ کام کر رہے ہیں، پہلے یہ جائزہ لیں کہ اس موضوع پر پہلے سے کون سے یوٹیوب چینلز یا سوشل میڈیا پیجز موجود ہیں، اور وہ کس نوعیت کا کام کر رہے ہیں۔ ان کے تھم نیلز، ویڈیو اسٹائل، اور پیش کرنے کے طریقہ کار کا تجزیہ کریں۔ اس کے بعد کوشش کریں کہ کچھ ایسا مختلف کریں جو دوسروں سے منفرد ہو۔ اگر وہ کام کریں گے جو دوسرے نہیں کر رہے، تو جلد کامیاب ہونے کے امکانات بڑھ جائیں گے۔

اپنے چینل کے نام کا انتخاب سوچ سمجھ کر کریں۔ ایسا نام رکھیں جو آسان، پُرکشش اور یاد رہنے والا ہو۔ اسی طرح لوگو کے لیے بھی ایسے رنگوں کا استعمال کریں جو واضح، نمایاں اور توجہ کھینچنے والے ہوں۔ اپنے چینلز کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کے لیے مختلف سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر اپنی موجودگی یقینی بنائیں۔ انسٹاگرام پر ریلز اور اسٹوریز شیئر کریں، فیس بک پر ویڈیوز پوسٹ کریں اور دیگر پلیٹ فارمز جیسے ٹوئٹر اور ٹک ٹاک پر بھی

اپنا مواد پھیلائیں تاکہ آپ کی آڈینس وسیع ہو۔سب سے اہم اور بنیادی بات یہ یاد رکھیں کہ کامیابی راتوں رات حاصل نہیں ہوتی۔ اس کے لیے مستقل مزاجی، صبر اور مسلسل محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر آپ نے یہ سفر ثابت قدمی سے جاری رکھا تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ کو کامیابی نہ ملے، آپ کی زندگی نہ بدلے اور آپ نوکری لینے والے کے بجائے نوکری دینے والے نہ بنیں۔

7 :صحافت کیلئے کن اہم قوانین سے واقفیت ضروری ہے؟

صحافیوں کے لیے اہم قانونی آگاہی: صحافت جہاں اختیار کا نام ہے وہیں یہ ذمہ داری کا بھی تقاضا کرتی ہے، معلومات کی فراہمی کے ساتھ ساتھ قانونی حدود کا خیال رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ ایک صحافی کے طور پر بعض بنیادی قوانین سے واقفیت نہایت ضروری ہے تاکہ کسی بھی غیر ارادی قانونی خلاف ورزی سے بچا جا سکے۔

پاکستان میں صحافت سے جڑے کچھ اہم قوانین :ہتک عزت(Defamation Law) :اگر کوئی صحافی کسی فرد، ادارے یا تنظیم کے بارے میں جھوٹی یا بے بنیاد معلومات شائع کرتا ہے جس سے اس کی ساکھ متاثر ہو، تو یہ ہتک عزت کے زمرے میں آتا ہے۔ اس جرم پر دو سال قید اور بھاری جرمانہ ہو سکتا ہے۔

توہین رسالت:ایک نہایت حساس معاملہ: توہینِ رسالت پر پاکستان میں دس سال قید اور بھاری جرمانے کی سزا ہے، اور بعض کیسز میں اس جرم کی قیمت زندگی تک بن سکتی ہے۔ صحافیوں کو مذہبی معاملات میں بے حد احتیاط برتنی چاہیے۔

بغاوت(Sedition): ریاست کے خلاف نفرت پھیلانے یا اداروں کو بدنام کرنے والے مواد کو بغاوت تصور کیا جا سکتا ہے۔ اس جرم میں عمر قید اور جرمانہ بھی شامل ہو سکتا ہے۔

نفرت انگیز تقریر: مذہبی، لسانی یا فرقہ وارانہ بنیادوں پر نفرت پھیلانے والی تحریر یا تقریر نفرت انگیز مواد کے زمرے میں آتی ہے۔ اس پر سات سال قید اور جرمانہ ہو سکتا ہے۔

توہین عدالت: عدلیہ کے وقار کو مجروح کرنے والی کوئی بات یا رپورٹنگ توہین عدالت بن سکتی ہے، جس پر قید اور جرمانہ دونوں ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح جرم کی ستائش) کسی مجرم کو ہیرو بنا کر پیش کرنا (بھی قابلِ سزا جرم ہے۔

پاکستان پینل کوڈ کی کچھ اہم دفعات ہیں جن سے صحافیوں کو رپورٹنگ کے دوران آگاہی ہونی چاہیے، تاکہ وہ قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے ذمہ دارانہ انداز میں خبر دے سکیں اور عوام کو بھی درست معلومات فراہم کر سکیں۔مثال کے طور پر، دفعہ 509 کا تعلق خواتین کو عوامی مقامات پر جنسی طور پر ہراساں کرنے سے ہے۔ اگر کوئی شخص کسی خاتون کو تنگ کرتا ہے یا اس کی عزتِ نفس کو مجروح کرتا ہے، تو یہ قابلِ سزا جرم ہے جس میں تین سال تک قید، پانچ لاکھ روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔

اسی طرح دفعہ 376 جنسی زیادتی یعنی ریپ سے متعلق ہے۔ اگر کوئی شخص کسی خاتون کے ساتھ زبردستی جنسی تعلق قائم کرتا ہے تو یہ ایک سنگین جرم ہے جس پر سزائے موت یا 10سے 25 سال تک قید اور جرمانہ عائد کیا جا سکتا ہے۔

دفعہ 376(2) خاص طور پر اجتماعی زیادتی (Gang Rape) کے مقدمات کو کور کرتی ہے۔ اس میں اگر ایک سے زیادہ افراد اس جرم میں ملوث ہوں تو ان پر سزائے موت یا عمر قید کی سزا لاگو کی جا سکتی ہے۔

جبکہ دفعہ 376(3) بچوں یا معذور خواتین سے جنسی زیادتی کے جرائم کو ڈیل کرتی ہے۔ ایسے حساس کیسز میں عدالت سزائے موت، عمر قید اور جرمانہ دینے کا اختیار رکھتی ہے۔ان دفعات کا علم نہ صرف ایک صحافی کو قانونی طور پر باخبر رکھتا ہے بلکہ حساس موضوعات پر رپورٹنگ کے دوران اس کی ذمہ داری اور احتیاط کو بھی بڑھاتا ہے۔

8 :معلومات تک رسائی کا قانون آپ کیلئے آسمان پر چمکنے کا سنہری موقع:

صحافیوں کیلئے یہ اہم قانون ہے، وہ اس کی مدد سے بہت کچھ کر سکتے ہیں، ایک صحافی رانا ابرار نے معلومات تک رسائی کے قانون کے تحت توشہ خانہ سے متعلق تفصیلات حاصل کرنے کے لیے درخواست جمع کروائی۔ ان کی اس قانونی درخواست کے نتیجے میں توشہ خانہ کے تحائف کا ریکارڈ منظرِ عام پر آیا جس نے بعد میں ایک بڑے توشہ خانہ اسکینڈل کی شکل اختیار کی۔ اسی اسکینڈل کی بنیاد پر سابق وزیراعظم عمران خان کے خلاف قانونی کارروائی شروع ہوئی۔

معلومات تک رسائی کا قانون Right of Access to Information عوام کو حکومت سے متعلق معلومات حاصل کرنے کا قانونی حق فراہم کرتا ہے۔ یہ قانون شفافیت، احتساب اور عوامی شرکت کو فروغ دیتا ہے۔اس قانون کے ذریعے صحافی اور شہری حکومتی فیصلوں کی

وجوہات جان سکتے ہیں، سرکاری فنڈز، منصوبوں سے متعلق تفصیلات لے سکتے ہیں اور اس کے ذریعے وہ اپنے حقوق اور سرکاری اداروں کی ذمہ داریوں سے واقف ہوسکتے ہیں۔ معلومات تک رسائی کے لیے وفاق اور تمام صوبوں نے اپنے اپنے قوانین مرتب کیے ہیں تاکہ شہری حکومتی امور میں شفافیت کے تحت معلومات حاصل کر سکیں۔

وفاقی سطح پر Right of Access to Information Act, 2017 نافذ ہے جو کہ تمام وفاقی اداروں پر لاگو ہوتا ہے۔ شہری تحریری یا آن لائن درخواست کے ذریعے متعلقہ انفارمیشن افسر سے معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ ادارہ دس دن کے اندر معلومات فراہم کرنے کا پابند ہے تاہم بعض مخصوص حالات میں دس دن کی اضافی مہلت لی جا سکتی ہے۔ پنجاب میں

Punjab Transparency and Right to Information Act, 2013

نافذ ہے، جو صوبائی حکومت، ضلعی اداروں اور دیگر سرکاری محکموں پر لاگو ہوتا ہے۔ درخواست موصول ہونے کے بعد چودہ دن کے اندر معلومات فراہم کرنا لازم ہے۔ خیبر پختونخوا میں یہ قانون

Khyber Pakhtunkhwa Right to Information Act, 2013

کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ صوبے کے تمام سرکاری و نیم سرکاری اداروں پر لاگو ہوتا ہے۔ معلومات کی فراہمی کے لیے دس دن کی مدت مقرر ہے تاہم ضرورت پڑنے پر مزید پانچ دن کی مہلت دی جا سکتی ہے۔ سندھ نے

Sindh Transparency and Right to Information Act, 2016

کے تحت شہریوں کو معلومات کے حصول کا حق دیا ہے۔ اس قانون کے مطابق صوبائی حکومت، بلدیاتی ادارے اور دیگر عوامی ادارے معلومات فراہم کرنے کے پابند ہیں۔ مدتِ جواب پندرہ دن مقرر کی گئی ہے۔ بلوچستان میں یہ قانون 2021 میں Balochistan Right to Information Act کے طور پر نافذ کیا گیا ہے۔ اس کا دائرہ کار صوبائی حکومت، بلدیاتی ادارے اور دیگر سرکاری دفاتر ہیں۔ شہریوں کو درخواست دینے کے بعد پندرہ دن کے اندر معلومات فراہم کی جانی چاہیے۔

9: نئے صحافیوں کیلئے مستقبل کے چیلنجز:

انسان جب کسی نئے شعبے میں جاتا ہے ، اسے پہلی بار اپنی صلاحیتوں کے اظہار کا موقع ملتا ہے تو اکثر انسان پرجوش ہوجاتا ہے، اس کی خواہش اور کوشش ہوتی ہے کہ اپنے علم اور لگاو سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو متاثر کرے، افسران کے دلوں اور دفتر میں جلد اچھا مقام پا لے مگر یہ وہ نازک سیڑھی ہے جسے آپ جلدی چڑھنے کی کوشش کریں گے تو وہ ٹوٹ سکتی ہے اس لیے وہاں کوئی بھی بات کرنے سے پہلے اچھی طرح سوچ اور سمجھ لیں، بڑے بڑے دعوے مت کریں ، ہر معاملے پر بحث میں نہ الجھیں اور نہ ہی دوسروں کو چیلنج کرنے کی کوشش کریں، اگر کہیں محسوس ہو کہ غلطی ہے تو اس کی نشاندہی مہذب طریقے سے ایسے انداز میں کریں جس سے کسی کی انا مجروح نہ ہو، اسے یہ نہ لگے کہ آپ اسے سکھانے اور خود کو برتر ثابت کرنے کی کوشش کررہے ہیں، بہتر یہ ہے کہ اس سے رہنمائی کے انداز میں سوال کرلیں ، اگر کوئی آپ کی رائۓ کو نظرانداز کرتا ہے، اس سے اختلاف

کرتا ہے یا اسے مسترد کرتا ہے تو اس پر کوئی ردعمل نہ دیں، خود بھی غمگین نہ ہوں کہ میں تو کرہی نہیں سکتا بلکہ ابتداء میں ایسا ہوتا رہتا ہے، وقت کے ساتھ انسان سیکھ جاتا ہے بس اس میں کچھ سیکھنے کی لگن زندہ رہنی چاہیے، جب آپ کو کہیں بھی کام کرنے کا موقع ملے تو ٹیم بن کر کام کریں، اگر سینئر ہیں تو جونئیرز کو بھی space دیں، اختلاف کرنے کی اجازت دیں، ان کے آگے بڑھنے کیلئے راستے میں رکاوٹیں نہ کھڑی کریں بلکہ جہاں تک ممکن ہو ان کی مدد کریں کہ کل کو وہ آگے جائیں گے تو آپ کی عزت بڑھے گی، ویسے بھی میڈیا انڈسٹری بہت بڑی نہیں ہے، اس میں حالات بدلتے رہتے ہیں، ممکن ہے کہ آج ایک چینل میں ایک شخص چھوٹے عہدے پر کسی کا ماتحت ہو مگر دوسرے چینل میں وہ اسی شخص کا باس بھی بن سکتا ہے اس لیے کسی کے ساتھ بھی کوئی بھی معاملہ کریں، کسی کو کوئی بات سمجھائیں یا سنائیں، کسی سے تکرار کریں یا لڑائی کریں تو یاد رکھیں کہ کل کو آپ کے ساتھ بھی یہی رویہ اپنایا جاسکتا ہے، جو سلوک آج آپ اپنے عہدے یا اختیار کی وجہ سے کسی دوسرے کے ساتھ کررہے ہیں وہ کل کو کوئی دوسرا عہدے یا اختیار والا آپ کے ساتھ بھی کرسکتا ہے۔

چھوٹے عہدے کی کم ذمہ داریاں ہوتی ہیں لیکن جیسے جیسے عہدہ بڑا ہوتا ہے، ویسے ویسے ذمہ داریاں بھی بڑھ جاتی ہیں، چھوٹے عہدوں پر کم محنت سے بھی کام چل سکتا ہے لیکن اگر آپ بڑے عہدے پر پہنچ کر زیادہ محنت نہیں کریں گے، ڈنگ ٹپاؤ پالیسی اپنائے رکھیں گے اور یہ سوچیں گے کہ اب مجھے کیا پریشانی ہے کہ اچھے ادارے میں اچھے عہدے پر کام

کررہا ہوں ، وقت پر اچھی خاصی تنخواہ مل رہی ہے تو پھر آپ یقیناً کل مشکلات کا ساتھ شکار ہوں گے کیونکہ آپ کے باقی ساتھی آپ سے آگے نکل جائیں گے اس لیے جیسے جیسے عہدہ بڑا ہو، ویسے ویسے اسکی ضروریات کے مطابق اپنا علم، میل جول اور بول چال کو بھی آگے بڑھائیں۔

صحافت میں آنے کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ آئے، نوکری مل گئی، نئے تعلقات بن گئے، تھوڑا نام ہوگیا اور بس کام ہوگیا بلکہ اس سے بڑھکر بہت کچھ ہے، سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ اگر اس شعبے میں آئے ہیں تواسے کچھ دیں، ان لوگوں کی آواز بنیں جن کی اب تک نہیں سنی گئی، ان مسائل کی نشاندہی کریں جنہیں اب تک نظرانداز کیا جاتا رہا، وہ کرنے کی کوشش کریں جس سے معاشرے میں نئی بحث کا آغاز ہو جیسے سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس جواد ایس خواجہ کے دور میں تحقیقات سے پتہ چلا کہ ایک سول مقدمے کو سول کورٹ سے سپریم کورٹ تک پہنچنے اور اس پر فیصلہ ہونے میں تقریباً 25 سال لگتے ہیں اور اس کے باوجود حالات یہ ہیں کہ غلام سرور اور غلام قادر نامی ملزمان سپریم کورٹ سے بری ہوتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ انہیں تو سال پہلے پھانسی دی جا چکی ہے، مظہر فاروق کی بے گناہی کا فیصلہ آتا ہے تو وہ زندگی کے 24 سال جیل میں گزار چکا ہوتا ہے، عاصمہ نواب کو بے گناہ قرار دیا جاتا ہے تو 20 سال وہ جیل میں گزار چکی ہوتی ہے۔

اسی طرح آئے دن اگر پولیس کے رویے کیخلاف شکایات سامنے آتی ہیں کہ اس میں کرپشن کے بغیر کوئی کام نہیں ہوسکتا، کسی کا" غیر سرکاری فیس "کے بغیر مقدمہ درج نہیں ہوسکتا،

اس کی درخواست پر کارروائی آگے نہیں بڑھ سکتی تو تھوڑی گہرائی سے تحقیقات کریں کہ یہ ظالم اور کرپٹ کیوں ہے؟اگر یہ نااہل ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟ کیا جرائم پر قابو پانے میں اس کا کوئی کردار ہے؟ اگر نہیں ہے تو یہی دیکھ لیں کہ انتظامیہ اس سے کیسے اور کتنی خوش رہتی ہے؟... آج جب ہم سب کی کوشش ہے کہ ہم اور ہمارے بچے انگریزی پڑھیں، بولیں اور انگریزی ہی سوچیں ، کوئی بھی زبان پڑھنے اور سیکھنے میں کوئی برائی نہیں مگر کسی دوسرے کی زبان اور طرز زندگی اپنانے سے کیا مسائل پیدا ہورہے ہیں، اس سے بڑھکر یہاں تک کہوں گا کہ لارڈمیکالے کے ویژن کے عین مطابق آج ہم رنگ اور خون کے اعتبار سے تو پاکستانی ہیں لیکن اپنے ذوق، فکر، اصول اور اپنے فہم کے اعتبار سے انگریز ہیں تو آگے ہم کیا کریں؟ کیا اسی نظام کو لے کر چلنے کی کوشش کریں یا اس کیخلاف آواز اٹھائیں؟ اس کے ساتھ ساتھ نوجوانوں کو یہ بھی دیکھنا ہے کہ پاکستانی میڈیا کے بارے میں جارج ٹاون یونیورسٹی کی پروفیسر یہ کیوں لکھتی ہیں کہ پاکستانی میڈیا اس حوالے سے انتہائی آزاد ہے کہ اسے پیسے سے خریدا جاسکے۔انہیں سوچنا ہے کہ سلمان تاثیر کے قتل کے چھینٹے کیوں میڈیا تک آتے ہیں؟ صحافیوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ غور سے دیکھیں کہ کیا آج ہم نے انسانوں کیلئے خطرہ بننے والی صحافت سے توبہ کرلی ہے یا اب بھی ہم اسی محاذ پر ڈٹے ہیں؟...

ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگوں کو محسوس ہو کہ ان پر یہ بہت بھاری ذمہ داری ڈالنے کی کوشش ہورہی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اگر کوئی اس بوجھ کو کندھا نہیں دے گا، ہر کوئی اپنی

نوکری اور اپنے کیریئر کی فکر میں ہی لگا رہے گا تو ان قومی مسائل کیلئے کون آواز اٹھائے گا؟ کب تک ہم اجتماعی ترقی پر انفرادی ترقی کو ترجیح دیتے رہیں گے؟ ہم کب یہ سوچنا بند کردیں گے کہ مجھے اس شعبے اور ملک نے کیا دیا؟ آخر ہم نے بھی تو اس شعبے اور ملک کو کچھ دینا ہے، دنیا میں شاہد صحافیوں کا کام صرف رپورٹ کرنے تک محدود ہو مگر پاکستان میں صحافت کی یہ قسم غیر موثر ہے ، یہاں پر بہت ضروری ہے کہ نہ صرف کوئی مسئلہ اٹھایا جائے، اس کے تمام پہلو سامنے لائے جائیں بلکہ ان کا حل بھی پیش کیا جائے ورنہ یہاں معاملہ اٹھتا ہے، چند دن اس پر زوروشور سے بات ہوتی ہے اور پھر وہ مسائل کے ڈھیر میں دب جاتا ہے اور تب تک دبا رہتا ہے جب تک وہ ایک اور حادثے کا سبب نہیں بن جاتا، اگر آج کے نوجوانوں نے اس شعبے کی خامیوں اور ملکی کمزوریوں کو دور نہیں کرنا یا کم از کم اس میں اپنا حصہ نہیں ڈالنا تو پھر انہیں اس طرف آنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ انہیں نوکری، نام اور پیسہ تو کہیں بھی مل سکتا ہے لیکن اگر وہ ایک معتبر اور مشکل شعبے میں آنا چاہتے ہیں تو وہ بھاری ذمہ داری بھی اٹھائیں، وہ کرنے کی کوشش کریں جو کم لوگ کرتے ہیں ، اس سے نہ صرف ان کی ذاتی عزت میں اضافہ ہوگا بلکہ ان کے شعبے کی نیک نامی بھی بڑھے گی پھر ممکن ہے کہ لوگ صحافیوں کی آواز بننے کیلئے ان کے ساتھ مل جائیں، ان کی فنڈنگ کریں اور انہیں معاشی طور پر آزادی دے کر کہیں کہ آپ بھی دنیا کے صحافیوں کی طرح کچھ بڑا کرنے کی کوشش کریں، آپ کام پر توجہ دیں آپ کا خرچا ہم اٹھائیں گے، ممکن ہے ان کی یہ بہادری صحافت کو مالکان اور اداروں کی پابندیوں سے آزادی دلا دے۔

Zeeshan Awan hails from Soon Valley (Khushab).

He is a seasoned media professional with over 13 years of experience in the media industry. He is currently working as a Producer at Hum News, Islamabad. Throughout his career, he has held key roles at several leading media organizations, including 92 News, Public News, ATV, and Capital TV.

He can be reached at: 0345-5289565.